ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

فقہِ اسلامی میں ضرر کے احکام

LAWS OF ‘ZARAR’ IN ISLAMIC JURISPRUDENCE

***Dr. Muhammad Mumtaz Ul Hasan, **Muhammad Pervaiz**

*Associate Professor, Department of Islamic Studies & Shariah, The Minhaj University Lahore, Pakistan
**PhD Scholar,Dept. of Islamic Studies& Shariah,Minhaj University Lahore:

ABSTRACT:
This article delves into the topic of "Laws of 'Zarar' in Islamic Jurisprudence," exploring the concept of harm ('Zarar') and its implications within Islamic legal frameworks. Harm, understood as causing damage or injury to another person, is strictly prohibited in Islam and deemed a haram act. This prohibition is rooted in the fundamental principle of respecting the sanctity of every human being's life and dignity. Islam, as a religion of peace, condemns harm for its potential to disrupt societal harmony and instigate conflict. Central to Islamic teachings is the notion of respecting the rights of others, and causing harm is seen as a violation of these rights. The article discusses various examples of prohibited actions, including killing, injuring, damaging property, and undermining someone's self-esteem. However, exceptions exist to these prohibitions, such as acts of self-defense or intervening to prevent harm to others. Through its examination of the laws concerning harm, the article underscores Islam's merciful and peaceful nature, emphasizing the importance of upholding the rights of individuals and refraining from actions that cause harm.
Keywords: Zarar (Harm), Islamic Jurisprudence, Haram (Forbidden), Human Dignity, Peaceful Religion, Rights of Others

.ا- ضر: ضر کا اسم ہے، اور اس کا اطلاق ہر اس نقص پر ہوتا ہے جو اشیاء میں پیدا ہوتا ہے، اور ضر (ضاد کے فتح کے ساتھ) لغت میں نفع کی ضد ہے، اور یہ نقصان ہے، کہا جاتا ہے:"ضَرَّه يَضُرُّه "،([1])

جب اس کے ساتھ ناپسندیدہ سلوک کرے، اور "أضر به(اس کو نقصان پہنچایا ہو)۔

ازہری نے کہا ہے کہ: ہر وہ چیز جو بری ہو، اور جس سے احتیاج اور جسم میں تکلیف ہو تو وہ اضمہ کے ساتھ ضر ہے، اور جو کہ اس کی ضد ہے تو وہ ضاد کے فتح کے ساتھ ہے)۔([2])

فقہاء کے نزدیک لفظ ضرر کا استعمال لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔اس سے مراد ضِدُّ النَّفْعِ یعنی نفع کے متضاد ہیں۔([3])

الف-اتلاف:۲- اِتلاف لغت میں: فناء کرنا ہے، کہا جاتا ہے:"

إِتْلافُ مالِه۔([4])

یعنی مال کو ختم کرنا

---

[1] الزبیدی، محمد بن محمد عبد الرزاق،(۱۴۳۱) ، تاج العروس، دارا الکتب العلمیہ بیروت، ج ۲، ص ۳۸۴

[2] فیروزآبادی، محمد بن ابراہیم، القاموس المحیط، ص:147

[3] ابن عباد، اسماعیل بن عباد، (۲۰۱۲) المحیط فی اللغۃ، دارا الفکر التراث بیروت، ج ۲، ص ۱۸۸

[4] افریقی، محمد بن مکرم، (۱۴۱۲) لسان العرب، دارا الکتب العلمیہ بیروت، ج ۲، ص ۴۸

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

تَلِفَ الْمَالُ يَتْلَفُ۔([5])

جبکہ وہ ہلاک ہو جائے، اور أتلفه کا معنی ہے اسے فنا کر دیا، اور فقہاء کی اصطلاح میں کسی چیز سے عام طور پر جو منفعت مطلوب ہے اس کو اس منفعت سے نکال دینا کہ اس منفعت کے لائق نہ رہے۔

چنانچہ لغت میں معدوم چیز پر ہی اس کا اطلاق ہوتا ہے، لہذا اگر کوئی چیز بیکار ہو جائے اور عادۃ اس سے انتفاع ممکن نہ ہو تو وہ فقہاء کے نزدیک تلف ہونے والا ہو گا، اہل لغت کے نزدیک نہیں ہو گا، اس بنیاد پر اختلاف ضرکی ایک قسم ہے، اور ان دونوں کے مابین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

ب-اعتداء: ۳- اعتداء لغت اور اصطلاح میں بظلم کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے: اعتدى عليه، جبکہ اس پر ظلم کرے، واعتدى على حقه یعنی ناحق اس پر تجاوز کیا۔

اس لحاظ سے اعتدا ضرر کی ایک قسم اور اس کی ایک فرع ہے۔

شرعی حکم:

اصل ضرکی تمام اقسام کا حرام ہونا ہے مگر وہ صورت جو دلیل سے مستثنیٰ ہو، اور اس کی حرمت میں زیادتی ہوتی ہے جب اس کی شدت میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس پر بہت ہی شرعی خصوصی شواہد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔

اللہ تعالی کا قول ہے:

"لا تضار والدة بولدها و مؤلوة۔([6])

له بوده، (کسی ماں کو تکلیف پہنچائی جائے اس کے بچے کے باعث اور نہ کسی باپ ہی کو تکلیف پہنچائی جائے اس کے بچے کے باعث)۔

اللہ تعالی کا قول ہے:

وَلاَ تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُواْ۔([7])

"اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہ روکے رکھو۔"

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ ۔([8])

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " **لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ**، (تو ضرر برداشت کرنا ہے اور نہ دوسرے کو ضرر پہنچانا ہے، اور اس حدیث میں ضرر کی تمام اقسام داخل ہیں، کیونکہ اس کے سیاق میں نکرہ عام ہوتا ہے، اس میں حذف ہے، اس کی اصل "الحوق أو إلحاق" ہے، "أولا فعل ضرر أو ضرار بأحد في دینا ہے۔ یہ کسی خاص وجہ کے بغیر شرعا جائز نہیں ہے۔

اسلام میں ضرر کے حوالے سے کیا کیا احکام ہیں اور اس تحقیق میں مختلف فقہا کرام کے نزدیک ضرر کی مختلف صورتیں اور ان پر سزاوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ تا کہ موجودہ دور میں آئین کی ضرر کے حوالے سے صورتوں میں دیکھا جا سکے کہ کیا یہ اسلام کے منافی تو نہیں۔

---

[5] الزرقا مصطفی، (۲۰۱۲) الموسوعہ الفقیہ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ج ۲۸، ص ۱۷۹

[6] الزرقا مصطفی، (۲۰۱۲) الموسوعہ الفقیہ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ج ۱، ۲۱۹

[7] سورۃ البقرۃ ۲:۲۳۱

[8] مالک بن انس، (۲۰۱۸) الموطا، شبیر برادرز لاہور، ج 4۔ ص ۱۷۸

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

شجاج کا ضرر

الشجاج عشرۃ (شجاج دس) ہیں یعنی چہرہ اور سر کے زخموں کے دس نام ہیں

''الحارصتہ لمنملات وہی التی تحرص الجلداے تخد''

پہلا زخم:

پہلے زخم کا نام حارصہ ہے بحاء مہملہ وراء مہملہ اور حارصہ وہ زخم ہے جس میں کھال مخدوش ہو جائے یعنی چھل جائے ہندی میں اس کو کھرونچا کہتے ہیں

دوسرا زخم:

والدا معتہ لمبملات التی تظہر الدم کا لدمع ولا تسیلہ اور دوسرا زخم دامعہ ہے بدال مہملہ وعین مہملہ دامعہ وہ زخم ہے جس میں آنسو کے مانند خون نمودار ہو جائے اور خون کو نہ بہاوے۔

والدا میتہ التی تسیلہٗ

تیسرا زخم:

تیسرا زخم دامیہ ہے جو خون کو بہاوے والبا ضعتہ التی تبضع الجلدای تقطعہٗ اورباضعہ وہ زخم ہے جو کھال کو قطع کر دے والمتلا حمتہ التی تاخذفی اللحم اورمتلاحمہ وہ زخم ہے جو گوشت کو قطع کرے۔

والسمحاق التی تصل الی السمحاق اسی جلدۃ رقعقہ بین اللحم و عظم الر اس اور سمحاق وہ زخم ہے جو سمحاق تک پہونچ جائے سمحاق وہ باریک کھال ہے جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان میں ہے والموضحتہ التے تو ضح العظم ای تظہرہ اور موضحہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو ظاہر کر دے یعنے جس میں کھال اور گوشت قطع ہو کر ہڈی کھل جائے والہاشسمتہ التے تشماسے تکسرہ اور ہاشمہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑدے والمنقلتہ التی تنقلہٗ بعد الکسر اور منقلہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو منتقل کر دے اس کے توڑنے کے بعد یعنے ہڈی کو ایک موضع سے دوسرے موضع کی طرف کر دے۔

والآ متہ التی لقصل الے ام الدماغ وہی الجلدۃ التے فیا الد ماغ اور دسواں شجہ زخم آمہ ہے جو ام الدماغ تک پہنچ جائے ام الدماغ اس کھال کا نام ہے جس کے اندر دماغ ہے یعنے بھیجا و بعد ہا الدامغتہ بغین معجمہ وہی التی تخرج الدماغ ولم یذ کرہا محمد للموت بعد ہا عاوۃ فتکون قتلا لا شجافعلم بالا ستقراء بحسب الا ثار انہا لائزید علے العشرۃ ار جراحت آمہ کے بعد گیارھویں جراحت دامعہ ہے بغین معجمہ اور مغہ وہ زخم ہے جو بھیجے کو نکال دے اور وامغہ کو محمد نے مذکور نہیں کیا اس واسطے کہ اس کے بعد تو موت ہے باعتبار غالب عادت کے تو دامغہ قتل ٹھہری نہ جراحت تو تفحص آثار سے یہ معلوم ہو گیا کہ شجاج وئن زخموں سے زیادہ نہیں ہوتے۔(9)

وجوب کا مقام و محل سر کا زخم اور قطع اعضاء ہے۔ لغت اور فقہ میں شجاج (سر کا زخم) کی دس قسمیں ہیں:

۱۔ وامیہ، جو کھال کو خون سے بھر دے۔

۲۔ حارصہ، زخم جو کھال کو پھاڑ دے۔

۳۔ باضعہ، جو گوشت کو چباڈالے۔

۴۔ متلاحمہ، زخم جو گوشت میں رُل مل جائے۔

---

[9] ابن عابدین، امین بن عابدین، (۲۰۱۲) رد مختار الموسوم غایۃ الاوطار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ج ۴، ص ۳۹۳

۵۔ سمحاق، زخم جو ہڈی اور گوشت کے درمیان باریک جھلی تک پہنچ جائے اسے ملطاء بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ موضحہ، زخم جو ہڈی کو ننگا کر دے۔

۷۔ ہاشمہ، زخم جو ہڈ کو کو چبالے۔

۸۔ معقلہ، جو ہڈی سے آرپار ہو جائے۔

۹۔ مأمومہ، زخم جو بھیجہ تک پہنچ جائے۔

۱۰۔ جائفہ، جو اندر تک داخل ہو جائے۔

یہ تمام نام سر اور چہرہ کے زخموں کے لیے مخصوص ہیں۔ بدن کے دوسرے حصوں پر ان کا اطلاق نہیں ہوتا۔

جرح

جرح، لفظ بدن کے دوسرے حصوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ سر کے زخموں کے دس نام ہیں۔

ان کے احکام کے سلسلہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ

موضحہ (وہ زخم جو ہڈی کو ننگا کر دے) اگر شعوری ہے ہے تو دیت واجب ہے اور اس سے کم تر کے زخموں میں ارتکاب جرم کو خطاء پر محمول لیا جائے اور علماء کا اتفاق ہے کہ موضحہ سے کم تر خطا کے ارتکاب میں دیت نہیں ہے، الا یہ کہ ثالثی سے معاملہ طے ہو جائے۔

بعض فقہائے طبیب کی اجرت کو لازم قرار دیا ہے۔

البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دونوں سمحاق کے زخم میں موضحہ کی نصف دیت کا فیصلہ دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے چار اونٹوں کے معاوضہ کا حکم دیا تھا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دامیہ میں ایک اونٹ، باضعہ میں دو اونٹ، متلاحمہ میں تین اونٹ اور سمحاق میں چار اونٹ ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جراحت کاری میں اصلاً ثالثی ہے الا یہ کہ سنت نے کوئی حد مقرر کر دی ہے۔

امام مالک موضحہ سے کم تر سر کے زخموں میں ثالثی کو لازم قرار دینے میں اعتبار اس بات کا کرتے ہیں کہ کسی عیب کی بناء پر وہ بری قرار دے دیا جائے۔ دوسرے فقہاء اس میں ثالثی کو لازم مانتے ہیں خواہ وہ عیب کی بنیاد پر بری ہو یا نہ ہو۔ یہ موضحہ سے کم تر سر کے زخم کے احکام تھے۔

موضحہ کے بارے میں تمام فقہاء کی رائے ہے کہ اگر یہ زخم بھول چوک سے لگا ہے تو اس میں پانچ اونٹوں کی دیت ہے یہ عمرو بن حزمؓ کے نام رسول اللہ ﷺ کی تحریر سے ثابت ہے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ بھی اس کی تائید میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

فی الموضحۃ خمس

"موضحہ میں پانچ (اونٹ) ہیں"۔

اب اس میں اختلاف ہو گیا ہے کہ موضحہ کا اطلا جسم کے کس حصہ پر ہو گا کہ عمد میں قصاص اور خطا میں دیت واجب ہو؟

امام مالک کہتے ہیں کہ موضحہ اس وقت کہیں گے جبکہ سر کے گوشہ میں، پیشانی میں، دونوں گالوں میں اور اوپری جبڑے میں زخم آئے۔ نیچے کے جبڑے میں زخم کو موضحہ نہیں کہیں گے کیونکہ وہ گردن کے حکم میں ہے۔ ناک کے زخم کو بھی موضحہ نہیں کہیں گے۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چہرہ اور سر کا تمام حصہ موضحہ کی زد میں آتا ہے۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ یہ زخم جسم میں نہیں ہوتا۔

ہاشمہ

ہاشمہ زخم (جو ہڈی کو چبالے) میں جمہور کے نزدیک کا دسواں حصہ ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہی مروی ہے اور صحابہ کرام میں کوئی اس کا مخالف نہیں ہے۔ بعض علماء ہاشمہ اور منقلہ کو ایک مانتے ہیں۔ یہ شاذ رائے ہے۔

منقلہ

منقلہ (وہ زخم جو ہڈی کے آر پار ہو جائے) میں دیت کا دسواں حصہ ہے اور اگر یہ زخم بھول چوک سے آئے تو دیت کا بیسواں حصہ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر یہ ارتکاب عمداً ہو تو جمہور علماء کے نزدیک اس میں قصاص نہیں ہے کیونکہ جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت ابن زبیرؓ سے حکایت ہے کہ آپ نے منقلہ اور مأمومہ میں قصاص لیا ہے۔ ہاشمہ زخم کو عمد کے نتیجہ میں آئے تو اس بارے میں امام ابن القاسم نے امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے۔ جن فقہاء نے منقلہ میں قصاص کی اجازت دی ہے، انہیں ہاشمہ میں قصاص کی اجازت بدرجہ اولیٰ دینا چاہیے۔

مأمومہ

مأمومہ (زخم جو بھیجا تک پہونچ جائے) میں قصاص کے جائز نہ ہونے پر کسی کو اختلاف نہیں ہے اور یہ کہ اس میں دیت کا تہائی حصہ ہے سوائے اس روایت کے جو حضرت ابن زبیرؓ کے سلسلہ میں منقول ہے۔

جائفہ

جائفہ کو متفقہ طور پر سر کے زخم میں نہیں جسم کے زخم میں شمار کیا ہے اور اس میں قصاص نہیں ہے اور اس میں دیت کا تہائی حصہ ہے اور اسے جائفہ ہی سمجھا جائے گا جبکہ وہ پیٹھ اور پیٹ میں لگے۔ اگر کسی اور عضو میں یہ زخم لگے اور بالکل اندر تک چلا جائے تو اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔

امام مالک نے حضرت سعید بن الحسیبؓ سے نقل کیا ہے کہ ہر وہ زخم جو بالکل اندرون تک گھس جائے خواہ وہ کسی عضو میں لگا ہو، اس عضو کی دیت کا تہائی حصہ اس میں واجب ہو گا۔ امام ابن شہاب نے بیان کیا ہے کہ وہ اس رائے کے حامل نہیں تھے۔ امام مالک کا قول مختار یہی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس میں قیاس جائز نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہاں کسی شرعی حکم کے بغیر اجتہاد ہے۔ حضرت سعید نے اسے جائفہ پر قیاس کیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جسم کے موضحہ کے بارے میں مروی ہے۔ پورے جسم میں جو جراحت کاری ہو، اس میں خطا اور بھول چوک کی صورت میں ثالثی ہی قابل عمل ہے۔

اعضاء کی دیت پر گفتگو:

اعضا کو غلطی سے کاٹ دیا جائے تو اس کے معاوضہ میں متعین مال کی ادائیگی ہوتی ہے اور اسی کو اعضاء کی دیت کہا جاتا ہے، اس میں اور جراحت کاری اور انسانی جان کی ہلاکت میں بحث کی بنیاد حدیث عمرو بن حزم ہے۔ ان کے والد بیان کرتے ہیں کہ جس تحریر میں اللہ کے رسول ﷺ نے عمرو بن حزم کو دیت کے بارے میں ہدایت دی تھی اس کے الفاظ یہ تھے۔

> ان فی النفس مائۃ من الإبل وفی الانف اذااستوعب جدعا مائۃ من الابل وفی المامومۃ ثلث الدیۃ وفی جائفۃ مثلھا وفی العین خمسون وفی الید خمسون وفی الرجل خمسون وفی کل اصبع مما ھناک عشر من الإبل وفی السن والموضحۃ خمس
>
> ”جان کے بدلے سو اونٹ کی دیت ہے اور کان کے بدلے جبکہ پوری کٹ جائے، سو اونٹ ہے، زخم جو دماغ تک پہنچ جائے، اس میں دیت کا تہائی حصہ ہے، زخم جو بالکل اندر تک سرایت کر جائے اس میں اسی کے مثل دیت ہے، آنکھ کے بدلے پچاس، ہاتھ کے بدلے پچاس، پاؤں کے بدلے پچاس اور ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں اور دانت کے بدلے میں اور اس زخم میں جو ہڈی کو عریاں کر دے پانچ اونٹ ہیں“۔

ان سب پر علماء کا اجماع ہے سوائے دانت اور انگوٹھے کے، اس میں کچھ متفق علیہ مسائل ہیں جن کا تذکرہ نہیں ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ دونوں ہونٹوں میں مکمل دیت ہے۔ جمہور کی رائے ہے کہ ہر ہونٹ کے بدلے میں نصف دیت ہے۔ تابعین کے ایک گروہ سے مروی ہے کہ نچلے ہونٹ میں دیت کا دو تہائی حصہ ہے کیونکہ وہ کھانے پینے سے روک دے گا۔ اس کی حرکت اور اس کا فائدہ اوپری ہونٹ سے کہیں زیادہ ہے یہ حضرت زید بن ثابت کا مسلک ہے۔ چنانچہ عملاء کی جماعت اور فتویٰ کے امام اس پر متفق ہیں کہ انسانی جسم کے ہر جوڑے میں دیت ہے سوائے دونوں بھوؤں اور مرد کے دونوں پستانوں کے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

دونوں کانوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کب ان میں دیت واجب ہو گی؟ امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ثوری اور امام لیث کی رائے ہے کہ اگر دونوں جڑ سے کاٹ لئے جائیں تو ان میں دیت ہے۔ انہوں نے سماعت کے خاتمہ کی شرط نہیں لگائی ہے بلکہ سماعت کے خاتمہ کی دیت علیحدہ مقرر کی ہے۔ امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ کانوں میں دیت واجب نہیں ہے الا یہ کہ ان کی سماعت ختم ہو جائے۔ اگر سماعت نہیں ختم ہوئی ہے تو اس میں ثالثی ہو گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کانوں کے بدلے پندرہ اونٹوں کا فیصلہ دیا تھا اور فرمایا تھا۔ اس سے سماعت کو نقصان نہیں پہنچے گا اور بال یا عمامہ سے وہ ڈھکے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کان کٹ جانے کی صورت میں انہوں نے آدھی دیت کا فیصلہ دیا تھا۔ جمہور علماء کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سماعت چلی جائے تو پوری دیت واجب ہے۔ دونوں بھوؤں میں امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ثالثی ہے۔ امام ابو حنیفہ ان میں دیت مانتے ہیں۔ اسی طرح آنکھوں کی پلکوں میں بھی۔ اس میں امام مالک کے نزدیک صرف ثالثی ہے۔ البتہ سنگین قسم کی ہڈی کے توڑنے پر اگر خطرہ لاحق نہ ہو تو قصاص جائز ہو گا۔[10]

احناف کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انسان کے ہر دوہرے عضو میں دیت ہے۔ احناف بھوؤں کو جفت اعضاء سے مشابہ قرار دیتے ہیں اور اس پر علماء کا پہلے سے اجماع ہے۔

امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ اس میں قیاس کا گزر نہیں ہے۔ یہ امر توقیفی ہے جس مسئلہ میں سماعی دلیل سے دیت ثابت نہ ہو، اس میں باہم ثالثی کا طریقہ ہی رہ جاتا ہے۔ یہ پہلو بھی ہے کہ بھویں ایسے عضو نہیں ہیں جن سے کوئی فائدہ ہو، نہ ان کا کوئی واضح کام ہے۔ یہ تخلیق کے لیے ناگزیر نہیں ہیں۔

پپوٹوں کے سلسلہ میں ایک قول ہے کہ ہر پپوٹہ کے بدلے میں ایک چوتھائی دیت ہے یہ امام شافعی اور کوفی فقیہ کا مسلک ہے کیونکہ پپوٹوں کے بغیر آنکھ باقی نہیں رہ سکتی۔ دوسرے فقہاء کے ہاں نیچے کے دونوں پپوٹوں میں ایک تہائی اور اوپر کے دونوں پپوٹوں میں دو تہائی دیت ہے۔ فقہاء کا اجماع ہے کہ جس شخص کو دیت سے زیادہ نقصان پہنچے وہ اس کا حق ہے جیسے کسی کی دونوں آنکھیں چلی جائیں اور اس کی ناک بھی ٹوٹ جائے تو اسے دو دیت ملے گی۔

دونوں فوطوں کے بدلے میں پوری دیت واجب ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ سارے فقہاء کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر فوطہ کے بدلے میں نصف دیت ہے البتہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ بائیں فوطہ میں دو تہائی دیت ہے کیونکہ اولاد کے لیے نطفہ وہیں سے نکلتا ہے۔ دائیں فوطہ کے بدلے میں ایک تہائی دیت ہے۔ یہ جوڑا جوڑا اعضاء کے مسائل تھے۔

مفرد عضو کے بارے میں جمہور کی رائے ہے کہ زبان کے بدلے میں جبکہ غلطی سے جرم ہو گیا ہو، پوری دیت ہے اور یہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جبکہ پوری زبان کاٹ دی گئی ہو یا اتنا حصہ کاٹ دیا گیا ہو کہ آدمی بات نہ کر سکے۔ اگر زبان کاٹنے سے گفتگو میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو رہی ہے تو اس میں ثالثی ہے۔

اگر زبان عمداً کاٹی گئی ہے تو اس میں قصاص ہے یا نہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء نے اس میں قصاص کو واجب نہیں مانا ہے بلکہ دیت کو واجب قرار دیا ہے۔ یہ امام مالک، امام شافعی اور کوفی فقیہ کی رائے ہے۔ مگر امام شافعی مجرم کے مال سے دیت نکالنے کے قائل ہیں اور امام مالک اور کوفی فقیہ باپ کی طرف سے رشتہ داروں پر دیت کو واجب مانتے ہیں۔ امام لیث وغیرہ کہتے ہیں کہ زبان کو جان بوجھ کر کاٹنے میں قصاص ہے۔

ناک کے بارے میں اجماع ہے کہ اگر جڑ سے کاٹ دے تو اس میں دیت ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور امام مالک کے نزدیک خواہ قوت شامہ ختم ہوئی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو، دونوں یکساں ہیں۔ ان کے نزدیک اگر ایک ناک بھی کٹ گئی تو اس میں دیت ہے اور اگر یکے بعد دیگرے دونوں چلی گئیں تو مکمل دیت ہے۔[11]

---

10 الزرقا مصطفی، (۲۰۱۲) الموسوعہ الفقیہ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ج2 ص384

11 ابن قدامہ، عبد اللہ بن قدامہ، (۲۰۱۸) المغنی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج8 ص308

علماء کا اجماع ہے کہ صحت مند کا عضو تناسل جس سے ہم بستری کرتا ہے، اگر کاٹ دیا جائے تو مکمل دیت ہے اور نامرد اور خصّی کے عضو تناسل کے بارے میں اختلاف ہے، اسی طرح گونگے کی زبان اور مفلوج ہاتھ کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء نے ان میں دیت کو رکھا ہے اور بعض نے ثالثی کو تسلیم کیا ہے۔ بعض علماء نے نامرد اور خصّی کے عصو تناسل میں ایک تہائی دیت رکھی ہے۔ جمہور کے نزدیک اس میں ثالثی ہے۔ امام مالک کے نزدیک دیت واجب ہونے کی قلیل ترین مقدار عضو تناسل کی سپاری کا کٹنا ہے۔ پھر عضو تناسل کے بقیہ میں ثالثی ہو سکتی ہے۔

کانے شخص کی آنکھ کے بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق اس میں مکمل دیت ہے۔ یہ امام مالک اور اہل مدینہ کے ایک گروہ کا مسلک ہے۔ یہی قول امام لیث کا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اسی کا فیصلہ دیا تھا۔ یہ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے۔ امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام ثوری کا قول ہے کہ اس میں آدھی دیت ہے کہ جس طرح تندرست کی آنکھ میں ہے۔ یہ قول تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

فریق اول کی دلیل یہ ہے کہ کانے شخص کی ایک آنکھ دوسروں کی دو آنکھوں کے برابر ہے۔ دوسرے فریق کا استدلال یہ ہے کہ حدیث عمرو بن حزم:

وفی العین نصف الدية

"آنکھ میں نصف دیت ہے"۔

عام ہے۔ اس فریق نے علماء کے اس اجماع پر بھی قیاس کیا ہے کہ جس شخص کا ایک ہی ہاتھ ہو اور وہ کاٹ دیا جائے تو اسے نصف دیت ہی ملے گی۔

اختلاف کا سبب عموم اور قیاس میں تصادم اور مختلف قیاسوں میں باہم تعارض ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ پر مارے اور کچھ بینائی ختم کر دے تو اس میں بہترین بات وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے، جس شخص کی بصارت زائل ہوئی تھی، اسے اپنی صحیح سالم آنکھ پر پٹی باندھنے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو انڈا دے دیا۔ اس انڈے کو لے کر وہ آگے چلا، تا آنکہ اس کی بصارت نے کام کرنا بند کر دیا، وہیں آپ نے ایک لکیر کھینچ دی۔ پھر اس کی چھوٹی ہوئی آنکھ پر پٹی باندھنے کا حکم دیا اور صحیح آنکھ کھول دی گئی۔ اور ایک شخص کے ہاتھ میں وہی انڈا پکڑا دیا۔ وہ آگے بڑھا، تا آنکہ اس کی بصارت نے کام کرنا بند کر دیا۔ وہیں ایک دوسری لکیر بھی آپ نے کھینچ دی۔ پھر دونوں لکیروں کی مسافت اور ان کا فرق معلوم کیا اور صحیح آنکھ سے مسافت کے فرق کا تناسب نکالا اور اسی کے بقدر دیت آپ نے دی۔

خراب آنکھ اور صحیح آنکھ کے ادراک کی مسافت میں فرق کی سچائی اس طرح معلوم کی جا سکتی ہے کہ مختلف مقامات پر اسے بار بار آزمایا جائے اور ہر بار اگر وہی مسافت نکلے تو اس کا مطلب ہو گا کہ یہ جانچ صحیح ہے۔

آنکھ موجود ہے لیکن اس کی بصارت ختم ہو گئی ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اس میں ثالثی کو تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ اس میں دیت کا دسواں حصہ یعنی سو دینار ہے۔ امام شافعی نے اس روایت کو اس طرح محمول کیا ہے کہ یہ زیدؓ نے قیمت لگائی تھی تعین نہیں کی تھی۔ حضرت عمر الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان دونوں نے صحیح شکل کی آنکھ، مفلوج ہاتھ اور کالے دانت میں سے ہر ایک کی دیت ایک تہائی مقرر کی تھی۔ امام مالک کہتے ہیں کہ دانتوں کو کالا کر کے اکھاڑ دے تو مکمل دیت لازم ہے۔

ایک کانا شخص کسی صحت مند کی آنکھ جان بوجھ کر پھوڑ دے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور کی رائے ہے کہ اگر چاہے تو قصاص لے اور اگر معاف کر دے تو دیت کا حقدار ہو گا۔ ایک گروہ مکمل دیت کی بات کرتا ہے اور دوسرا گروہ نصف دیت کا قائل ہے۔ یہ امام شافعی اور امام ابن القاسم کا قول ہے۔ امام مالک دونوں اقوال کے حامل ہیں۔ مکمل دیت کی حمایت امام مغیرہ مالکی اور امام ابن دینار مالکی نے کی ہے۔ فقہائے کوفہ کہتے ہیں کہ صحت مند شخص جس کی آنکھ پھوڑی گئی ہے اس کو قصاص کا حق ہے اور دیت وہ ہے جس پر دونوں میں سمجھوتہ ہو جائے۔

قصاص کو معاف کر دینے کی صورت میں مکمل دیت کی وکالت کرنے والے دلیل یہ دیتے ہیں کہ جو آنکھ اس نے پھوڑ دی ہے یعنی کانی آنکھ اس کی دیت اس پر واجب ہے اور یہ بیشتر اہل علم کے نزدیک مکمل دیت ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عمرؓ کا مسلک یہ ہے کہ کانے شخص کی آنکھ پھوڑ دی جائے تو اس میں ایک ہزار دینار واجب ہے۔ کیونکہ کانے فرد کی آنکھ اس کے حق میں دو آنکھوں کے برابر ہے لیکن اگر ایک آنکھ چھوڑ دی ہے تو اس کی دیت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

واجب ہے۔ان لوگوں کی دلیل اصل پر باقی رہنا ہے یعنی اس آنکھ کی دیت نصف ہے۔امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس عمد میں کوئی متعین دیت نہیں ہے۔یہ مسئلہ جراحت کاری کے قصاص کے باب میں بیان ہو چکا ہے۔

جمہور علماء اور امامان فتویٰ امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام ثوری وغیرہ کہتے ہیں کہ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے اور اس معاملہ میں ساری انگلیاں برابر ہیں اور انگلی کے ہر پور میں وہی دس اونٹ ہیں، سوائے اس انگلی کے جس میں دو پور ہوں جیسے انگوٹھا۔اس کے پور میں پانچ اونٹ ہیں۔اس معاملہ میں ان کی دلیل حدیث عمرو بن حزمؓ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فی کل اصبع مما ھنالک عشر من الإبل

"وہاں ہر انگلی کے بدلے میں دس اونٹوں کی دیت ہے"۔

حضرت عمرو بن شعیت نے اپنے باپ سے اور ان کے واسطہ سے اپنے دادا سے تخریج کی ہے کہ "اللہ کے رسول ﷺ نے انگلیوں میں عشر کا دسواں حصہ مقرر کیا ہے"۔یہ حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کا قول ہے۔ان کے نزدیک یہ دیت چاندی والوں کے حساب سے الگ الگ ہے۔جو بارہ ہزار درہم دیت سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اس کا دسواں حصہ یہاں نافذ ہو گا اور دس ہزار درہم مقرر کرنے والوں کے نزدیک اس کا دسواں حصہ ہو گا۔

اسلاف سے انگلیوں کی دیت کے بارے میں اختلاف منقول ہے۔حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ انگوٹھا اور اس سے ملی ہوئی انگلی کا معاوضہ نصف دیت ہے، درمیانی انگلی کی دیت دس فریضے اس کے بعد والی انگلی کے نو فریضے اور کانی انگلی کے چھ فریضے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ انگوٹھے کی دیت پندرہ اونٹ، اس کے بعد والی انگلی کے دس اونٹ درمیانی انگلی کے دس اونٹ اور اس کے بعد والی انگلی کے اٹھ اونٹ اور کانی انگلی کے سات اونٹ ہیں۔

سینے کی ہنسلی اور پسلی میں جمہور فقہاء کے ہاں ثالثی ہے۔بعض اسلاف سے ان میں تعین منقول ہے۔امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ڈاڑھ میں ایک اونٹ، پسلی میں ایک اونٹ اور ہنسلی میں ایک اونٹ کا فیصلہ دیا تھا۔حضرت سعید بن جبیرؒ ہنسلی میں دو اونٹ مقرر کرتے ہیں۔حضرت قتادہؓ کے نزدیک چار اونٹ ہیں۔

فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ سے کوئی تعیین منقول نہیں ہے اس میں ثالثی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔جمہور کی رائے ہے کہ منہ کے ہر دانت کے بدلے پانچ اونٹ ہیں۔حضرت ابن عباسؓ کا یہی فتویٰ ہے۔امام مالک نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا فیصلہ دیا تھا۔یہ منہ کے اگلے حصہ کے دانتوں کے بارے میں نہیں تھا۔اگلے دانتوں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ پانچ اونٹ ہیں۔حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ ڈاڑھ میں دو اونٹ ہیں عبد المالک بن مروان سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے اس سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ سے اعتراض کیا کہ آپ نے اگلے دانتوں کو ڈاڑھ کے برابر کر دیا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ تم محض انگلیوں کا اعتبار کرتے ہو؟ ان کی دیت یکساں ہے۔([12])

اعضائے انسانی پر جرم اور اس کے احکام

جہاں تک مطلقاً جان سے کمتر پر جرم کا تعلق ہے، تو اس جرم کی بابت گفتگو دو موضوعات پر ہو گی: ایک تو ان کی اقسام کا بیان اور دوسرا ہر قسم کے حکم کا بیان۔

اعضائے انسانی پر جرم کی اقسام:

جہاں تک پہلے موضوع کا تعلق ہے تو مطلقاً جان سے کمتر پر جرم کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ اطراف اور اطراف کے قائم مقام اعضاء کو (کاٹ کر) الگ کر دینا۔

---

[12] ابن رشد، (۲۰۱۲) بدایۃ المجتہد، دار التذکیر لاہور، ص ۱۶۱

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

۲۔ اطراف کے معانی کو ختم کر دینا جب کہ ان کے اعیان کو باقی رکھا گیا ہو۔

۳۔ شجاج (سر اور چہرے پر زخم لگانا)۔

۴۔ جراح (سر اور چہرے کے سوا دوسرے اعضاء پر زخم رسائی)۔

۱۔ اطراف کا کاٹ کر الگ کرنا:

جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے تو وہ ہے ہاتھ، پاؤں، انگلی، ناخن، ناک، زبان، آلہ تناسل، خصیتین، کان، ہونٹ کاٹنا، آنکھیں پھوڑنا، پلکوں کی جڑیں اور پپوٹے کاٹنا، دانت اکھاڑنا اور ان کو توڑنا، سر کے بالوں، داڑھی، بھنوؤں اور مونچھوں کو مونڈنا۔

۲۔ اطراف کے معانی کو ختم کرنا:

جہاں تک دوسری قسم کا تعلق ہے تو وہ ہے سماعت، بصارت، قوت شامہ، ذائقہ، قوت گویائی، قوت جماع اور قوت تولید، گرفت کرنے کی قوت اور قوت رفتار لوت؛ف لرما۔ دانت کے رنگ کا بدل کر سیاہ، سرخ یا سبز وغیرہ ہو جانا، لیکن ان تمام معانی کے محل بر قرار ہوں۔ اس فصل کے ساتھ عقل کو ختم کر دینا بھی ملحق ہے۔

۳۔ شجاج:

جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے تو شجاج کی گیارہ قسمیں ہیں: پہلی خارصہ ہے پھر دامعہ، پھر دامیہ، پھر باضعہ، پھر متلاحمہ، پھر سمحاق، پھر موضحہ، پھر ہاشمہ، پھر منقلۃ، پھر آمۃ، پھر دامغہ ہے۔

- **(خارصہ)** سے مراد وہ زخم ہے جو جلد میں خرص کر دے یعنی اس کو چھیل دے لیکن اس سے خون نہ نکلے۔
- **(دامعہ)** سے مراد ہے ایسا زخم کہ جس سے خون تو ظاہر ہو لیکن خون بہے نہ، جیسے آنکھ میں آنسو (دمع) ہوتا ہے۔
- **(دامیۃ)** ایسا زخم کہ جس سے خون بہہ نکلے۔
- **(باضعۃ)** جو بضع لحم کر دے یعنی گوشت کو کاٹ دے۔
- **(متلاحمہ)** ایسا زخم جو گوشت تک باضعہ سے زیادہ پہنچے؛ امام ابو یوسفؒ نے ایسے ہی روایت کیا ہے؛ امام محمدؒ کا کہنا ہے کہ متلاحمہ، باضعہ سے پہلے ہے اور وہ ہے ایسا زخم کہ گوشت میں سے خون نکلے اور وہ سیاہ ہو جائے۔
- **(سمحاق)** ایک جھلی کا نام ہے، بس اس زخم کو اس سے موسوم کر دیا گیا ہے (دماغ کی ہڈی اور گوشت کے درمیان ایک باریک جھلی کا نام سمحاق ہے، جو زخم اس تک پہنچ جائے اس جھلی کے نام پر وہ سمحاق کہلاتا ہے)
- **(موضحہ)** جو سمحاق کو کاٹ دے اور ہڈی کو واضح یعنی ظاہر کر دے۔
- **(ہاشمہ)** یہ وہ شجہ ہے جو ہڈی کو توڑ دے۔
- **(منقلہ)** جو ہڈی کو توڑنے کے بعد اس کو منتقل کر دے، یعنی ایک جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ کر دے۔
- **(آمۃ)** یہ وہ زخم ہے جو ام الدماغ تک پہنچ جائے اور ام الدماغ کے نیچے اور دماغ کے اوپر ایک جھلی کو کہتے ہیں۔
- **(دامغہ)** ایسا شجہ جو اس جھلی (یعنی ام الدماغ) کو پھاڑ دے اور دماغ تک پہنچ جائے۔

یہ گیارہ شجہ ہیں جب کہ امام محمدؒ نے نو شجہ کا ذکر کیا ہے اور خارصہ اور دامغہ کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ عام طور پر حارصہ کا اثر باقی نہیں رہتا اور جس شجہ کا اثر باقی نہ رہتا ہو شریعت میں اس کا کوئی حکم نہیں ہے، اور دامغہ کے ساتھ انسان عام طور پر زندہ نہیں رہتا اور یہ زخم ظاہراً اور غالباً اتلاف جان (قتل) بن جاتا ہے لہٰذا یہ شجاج کی ذیل سے نکل جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے بطور شجہ حکم بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اسی لیے امام محمدؒ نے ان دونوں کا ذکر نہیں کیا، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

۴۔ جراحت۔ جائفہ وغیر جائفہ:

جہاں تک چوتھی قسم کا تعلق ہے تو جراحت کی دو قسمیں ہیں۔ جائفہ اور غیر جائفہ۔ جائفہ اس کو کہتے ہیں جو پھاڑ کر اندر جوف تک پہنچ جائے اور وہ مقامات کہ جن میں سے جراحت اندر تک نفوذ کرے یہ ہیں۔ سینہ، پیٹھ، پیٹ، دونوں پہلو، خصیتین اور دبر کے درمیان کی جگہ۔ اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پانوؤں میں جائفہ نہیں ہوگا اور نہ ہی گردن اور حلق میں ہوگا کیونکہ یہ زخم جوف تک نہیں پہنچتا۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ جو زخم گردن سے اس جگہ تک پہنچ جائے کہ جہاں پی ہوئی چیز کا قطرہ پہنچ جائے تو یہ جائفہ ہوگا، کیونکہ جوف تک پہنچے بغیر یہ ٹپکتا نہیں۔ شجہ صرف سر، چہرے یا ہڈی کی جگہوں میں ہوتا ہے، جیسے پیشانی، رخساروں کے بالائی حصے (جن کے نیچے ہڈی ہوتی ہے) کنپٹیاں اور ٹھوڑی ہیں، اور رخسار نہیں ہیں۔ آمہ سوائے سر، چہرے اور اس جگہ کے نہیں ہوگا جہاں سے وہ دماغ تک پہنچ جائے۔ جمہور علماء رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان جگہوں کے سوا کسی اور جگہ ان جراحتوں کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان جراحتوں کا حکم پورے بدن میں ثابت ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ کہنے والے اگر لغت کی طرف رجوع کریں تو پتا چلے گا کہ ان کی بات غلط ہے کیونکہ عرب شجہ اور مطلق جراحت میں فرق کرتے ہیں، چنانچہ جو زخم سر، چہرے کی ہڈی والی جگہوں پر لگے اسکو وہ شجہ کہتے ہیں اور باقی بدن میں جو زخم لگے اس کو وہ جراحت کہتے ہیں، لہٰذا ہر زخم کو شجہ کا نام دینا لغوی اعتبار سے غلط ہے۔ اور اگر معنوی اعتبار سے اس پر غور کیا جائے تو یہ (قول) خطا ہے کیونکہ ان شجاع، (شجہ کی جمع) کا حکم اس بدصورتی کی وجہ سے ثابت ہے جو شجہ رسیدہ شخص میں اس کا نشان باقی رہ جانے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر زخم ٹھیک ہو جائے اور اس کا نشان باقی نہ رہے تو اس پر جرمانہ واجب نہیں ہوتا۔ اور بدصورتی لاحق ہوتی ہے بدن کے نمایاں حصے میں اور وہ ہے چہرا اور سر، اور ان دونوں کے سوا دوسرا بدن نمایاں نہیں ہوتا بلکہ عام طور پر ڈھانپا ہوا ہوتا ہے، لہٰذا اس میں بدصورتی اس طرح لاحق نہیں ہوتی جس طرح چہرے اور سر میں ہوتی ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ الموفق۔ (13)

اعضاء پر جرائم کے احکام

جہاں تک ان اقسام کے احکام کا تعلق ہے تو ان کے مختلف احکام ہیں۔ ان میں سے بعض جرائم ایسے ہیں کہ جن پر قصاص واجب ہوتا ہے، بعض پر پوری دیت واجب ہوتی ہے، بعض پر مقرر جرمانہ اور بعض پر غیر مقرر جرمانہ واجب ہوتا ہے۔

جن جرائم میں قصاص واجب ہوتا ہے وہ ایسے جرائم ہیں کہ جن میں وجوب قصاص کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں، پس گفتگو دو موضوعات پر ہوگی: ایک تو وجوب قصاص کی شرطوں کا بیان اور دوسرا قصاص کے حکم کے وقت کا بیان۔

وجوب قصاص کی شرائط:

جہاں تک پہلے موضوع کا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وجوب قصاص کی شرطوں کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے بعض تو جان اور جان سے کمتر سب کے لیے مشترک ہیں اور بعض ایسی ہیں جو جان سے کمتر کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشترک شرائط تو وہ ہیں جن کا ذکر ہم جان کے قصاص کے ضمن میں کر چکے ہیں، یعنی یہ کہ مجرم عاقل، بالغ، متعمد اور صاحب اختیار ہو اور جرم رسیدہ معصوم مطلق ہو، نہ تو وہ مجرم کا جزو ہو اور نہ ہی اس کی ملکیت ہو اور جرم ذاتی ارتکاب کے طریقے سے واقعہوا ہو، بدلائل مذکورہ۔

مماثلت شرط ہے:

جہاں تک ان شرطوں کا تعلق ہے جو جان سے کمتر کے جرم سے مخصوص ہیں تو ان میں سے ایک شرط مماثلت ہے، دونوں محلوں میں منافع کے اعتبار سے دونوں فعلوں میں اور دونوں جرمانوں میں، کیونکہ جان سے کمتر میں حتی المقدور مماثلت کا اعتبار کیا جاتا ہے، لہٰذا مماثلت کا معدوم ہونا وجوب قصاص میں مانع ہے۔ اس امر کی دلیل کہ شریعت میں جان سے کمتر (کے قصاص) میں مماثلت کا اعتبار کیا جاتا ہے نص اور معقول دونوں ہیں۔

---

[13] کاسانی، ابو بکر بن محمد، (۱۹۹۷) بدائع الصنائع، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور، ج ۷ ص 682، 681،

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

،چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم

"یعنی پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو اس کے مثل کہ جو اس سے تم پر زیادتی کی"۔

اور اللہ تعالیٰ عزشانہ کا فرمان ہے:

وان عاقبتم فعاقبو بمثل ماعوقبتم بہ

"یعنی اور اگر تم سزا دو تو اس کے مثل سزا دو جو سزا تمہیں دی گئی"۔

اور سب سے زیادہ حقدار کہ جس میں ان دو آیتوں پر عمل کیا جا سکتا ہو جان سے کمتر یعنی عضو ہے، نیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلھا

یعنی" اور جو بدی کرے تو اس کو اسی کے مثل جزا دی جائے"۔

مثل (قصاص) کو وصول کرنا ممکن ہو:

اور ان میں سے (ایک شرط یہ ہے) کہ مثل (یعنی قصاص) کو وصول کرنا ممکن ہو کیونکہ مثل کو وصول کرنا جب کہ اس کو وصول کرنا ممکن نہ ہو ممتنع ہے، لہٰذا وصولی کا وجوب بالبداہت ممتنع ہوگا۔

قصاص صرف جوڑ سے کاٹنے میں ہے:

قصاص صرف جوڑوں سے بریدگی میں ہوتا ہے، ہاتھ کی صورت میں کلائی کے جوڑ یا کہنی کے جوڑ یا مونڈھے کے جوڑ سے کاٹنے میں اور پاؤں کی صورت میں ٹخنے کے جوڑ یا گھٹنے کے جوڑ یا سرین کے جوڑ سے کاٹنے میں اور اگر جوڑ کے سوا کسی اور جگہ سے کاٹا جائے تو اس میں قصاص نہیں ہے، مثلاً اگر کلائی سے کاٹ دیا جائے یا بازو سے یا پنڈلی سے یا ران سے کیونکہ جوڑوں سے بریدگی میں تو مثل کو وصول کرنا ممکن ہے لیکن جوڑوں کے سوا کسی اور جگہ سے اگر قطع کیا گیا ہو تو اس کے مثل کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے۔

کلائی، بازو، پنڈلی، ران اور سرین کے گوشت میں قصاص نہیں ہے اور نہ ہی رخساروں، پیٹھ اور پیٹ کے گوشت میں قصاص ہے، سر کی جلد اور ہاتھوں کی جلد کو اگر کاٹ دیا جائے تو اس میں بھی قصاص نہیں ہے کیونکہ مثل کو وصول کرنا محال ہے۔ طمانچہ، مکا، ہاتھ مارنے اور کاٹنے میں بھی قصاص نہیں ہے۔[14]

آنکھ کے جرائم:

اگر آنکھ اندھی ہو جائے تو اس میں قصاص نہ ہوگا، کیونکہ دوسری آنکھ (ضرب لگانے سے) ہو سکتا ہے کہ اندھی نہ ہو، لہٰذا یہ پہلے کے مثل نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ بھینگے کی آنکھ میں قصاص نہ ہوگا کیونکہ بھینگا پن آنکھ میں نقص ہے، لہٰذا (اگر قصاص لیا جائے) یہ تو ناقص کے بدلے میں کامل کو وصول کرنا ہوگا، پس مماثلت متحقق نہ ہوگی، اسی لیے تندرست ہاتھ کو فالج زدہ ہاتھ کے بدلے میں قطع نہیں کیا جاتا، ایسے ہی اس مسئلے میں ہوگا۔ آنکھ کے پپوٹوں کے کناروں (جن سے پلکوں کے بال اگتے ہیں) اور پپوٹوں میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ ان میں مثل کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے۔

کان کے جرائم:

جہاں تک کان کا تعلق ہے، اگر پورے کان کو اکھاڑے تو اس میں قصاص ہوگا، جس کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ (والاذن بالاذن)، یعنی "اور کان کے بدلے کان" علاوہ ازیں اس میں مثل کو وصول کرنا ممکن ہے، اور اگر کان کا ایک حصہ قطع کرے تو اگر اس کی کوئی حد معلوم ہے تو اس میں قصاص ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

---

[14] کاسانی، ابو بکر بن محمد، (۱۹۹۷) بدائع الصنائع، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور ج ۷ ص 687،

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

ناک سے متعلق جرائم:

جہاں تک ناک کا تعلق ہے، اگر وہ نرمہ کو قطع کرے تو اس میں قصاص ہو گا اور اس کی بابت ہمارے ائمہ رحمہم اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا جس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ (والانف بالانف) یعنی "ناک کے بدلے ناک"؛ علاوہ ازیں، اس میں مثل کو وصول کرنا ممکن ہے، کیونکہ اس کی حد معلوم ہے اور وہ ہے اس کا نرم حصہ۔ اور اگر نرمہ کا کچھ حصہ قطع کرے تو اس میں قصاص نہیں ہو گا کیونکہ مثل کو وصول کرنا محال ہے۔ اور اگر ناک کا بانسا قطع کرے تو اس میں قصاص نہیں ہے کیونکہ یہ ہڈی ہے اور ہڈی میں قصاص نہیں ہے اور نہ ہی دانت میں ہے، جس کی وجہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔ امام ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ اگر وہ پورا کاٹے تو اس میں قصاص ہے جبکہ امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہو گا، خواہ پورا کاٹے۔ صاحبین کے درمیان (اس مسئلے میں) فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ امام ابو یوسفؒ کی مراد نرمہ کاٹنا ہے اور اس میں بلا اختلاف قصاص ہے اور امام محمدؒ کی مراد پورا بانسا ہے اور اس میں بلا اختلاف قصاص نہیں ہے۔

امام شافعی ہڈی توڑنے کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ ہڈی کو کبھی بھی ایک جیسا نہیں توڑا جا سکتا، یعنی ہڈی کے توڑنے میں مماثلت کسی طور پر ممکن نہیں ہے۔ لہذا اس سے قصاص لینے کی صورت میں بعض اوقات مجرم کے ساتھ ناانصافی ہو جاتی ہے۔ ([15])

ہونٹ سے متعلق جرائم:

جہاں تک ہونٹ کا تعلق ہے، امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کا اوپر والا یا نیچے والا ہونٹ قطع کر دے اور اس سے قصاص لینا ممکن ہو تو اس میں قصاص ہو گا۔ کرخیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر مکمل طور پر قطع کرے تو اس میں قصاص ہو گا کیونکہ مکمل طور پر قطع کی صورت میں مثل کو وصول کرنا ممکن ہے، اور اگر اس کا کچھ حصہ قطع کرے تو اس میں قصاص نہیں ہو گا کیونکہ قصاص کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے۔ ([16])

زبان سے متعلق جرائم:

جہاں تک زبان کا تعلق ہے، اگر اس کا کچھ حصہ قطع کیا جائے تو اس میں قصاص نہیں ہو گا کیونکہ مثل کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے اور اگر پوری زبان قطع کرے تو امام محمدؒ نے کتاب البسوط میں ذکر کیا ہے کہ زبان کا قصاص نہیں لیا جائے گا، جبکہ امام ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ اس میں قصاص ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اگر قطع پوری زبان کا ہو تو اس میں (قاطع کی) پوری زبان کو قطع کر کے مثل کو وصول کیا جا سکتا ہے، پس جزا جرم کے مثل ہو گی۔ کتاب البسوط میں جو مذکور ہوا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ زبان سکڑتی اور پھیلتی ہے اس لیے مماثلت کی صفت کے ساتھ قصاص کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے۔

آلہ تناسل سے متعلق جرائم:

اور اگر وہ سپاری (سر ذکر) کو قطع کرے تو اس میں قصاص ہو گا، کیونکہ مثل کو وصول کرنا ممکن ہے، اس لیے کہ اس کی حد معلوم ہے۔ اور اگر وہ اس کا کچھ حصہ قطع کرے یا ذکر کا کچھ حصہ قطع کرے تو اس میں قصاص نہیں ہو گا کیونکہ اس کی حد نہیں ہے۔ پس مماثلت کی صفت کے ساتھ قطع کرنا ممکن نہیں ہے۔ تو یہ زبان کے کچھ حصے کو قطع کرنے والے مسئلے کے مانند ہے۔ اور اگر وہ ذکر (آلہ تناسل) کو جڑ سے قطع کر دے تو امام محمدؒ نے البسوط میں ذکر کیا ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہو گا جبکہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اس میں قصاص ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ پورے ذکر کو قطع کرنے کی صورت میں مماثلت کے طور پر قصاص کو وصول کرنا ممکن ہے، لہذا قصاص واجب ہو گا۔ البسوط میں جو مذکور ہوا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ذکر کبھی سکڑتا ہے اور کبھی پھیلتا ہے، لہذا اس میں مماثلت کو ملحوظ رکھنا ممکن نہیں ہے، اس لیے قصاص واجب نہیں ہو گا۔

---

[15] کاسانی، ابو بکر بن محمد، (۱۹۹۷) بدائع الصنائع، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور ص 458

[16] ابن قدامہ، عبداللہ بن قدامہؒ (۲۰۱۸) المغنی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج8، ص 318

سر وغیرہ کے بالوں سے متعلق جرائم:

سر کے بال کترنے اور مونڈنے، بھنویں، مونچھیں اور ڈاڑھی مونڈنے میں قصاص نہیں ہے، خواہ مونڈنے اور نوچنے کے بعد یہ دوبارہ نہ بھی اگیں۔ جہاں تک کترنے کا تعلق ہے تو اس لیے (قصاص واجب نہ ہو گا) کہ اس کی جگہ معلوم نہیں ہے، لہٰذا مثل کو لینا ممکن نہیں ہے۔ جہاں تک مونڈنے اور نوچنے والے کی طرف سے مونڈنے اور نوچنے کے فعل کے پائے جانے کا تعلق ہے تو اس لیے (قصاص واجب ہو گا) کہ جس چیز کا استحقاق حاصل ہوا ہے وہ ہے مونڈنے اور نوچنے کا ایسا فعل کہ جس کے بعد بال نہ اگیں اور یہ (صاحب استحقاق) جس کے بال مونڈے یا نوچے گئے اس کے بس میں نہیں ہے کیونکہ اس امر کا امکان ہے کہ اگر وہ مونڈے یا نوچے تو بعد میں بال دوبارہ اگ آئیں، لہٰذا یہ فعل اول کے مثل نہ ہو گا۔ نوادر میں مذکور ہے کہ اگر بال دوبارہ نہ اگیں تو قصاص واجب ہو گا۔

بعض دیگر اعضاء پر جرائم:

عورت کے پستان کے حکم کا ذکر نہیں کیا گیا کہ اس میں قصاص واجب ہو گا یا نہیں۔ اسی طرح خصیتین میں وجوب قصاص کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ چاہیئے یہ کہ ان میں قصاص واجب نہ ہو کیونکہ ان میں سے کسی کی حد فاصل معلوم نہیں ہے، لہٰذا مثل کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے جہاں تک عورت کے پستان کی بھٹنی (سر پستان) کا تعلق ہے تو چاہیئے یہ کہ اس میں قصاص واجب ہو کیونکہ اس کی حد معلوم ہے، لہٰذا اس میں مثل کو وصول کرنا ممکن ہے، جیسے سر ذکر میں ہوتا ہے۔

سر پر ضرب سے عقل اور حواس خمسہ وغیرہ کا چلے جانا:

اگر کوئی شخص کسی آدمی کے سر پر ضرب لگائے جس سے اس کی عقل یا قوت سامعہ یا ذائقہ یا جماع کی صلاحیت یا اس کی صلب کا پانی (مادہ منویہ) چلا جائے تو ان میں سے کسی میں قصاص واجب نہ ہو گا کیونکہ اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایسی ضرب لگائے جس سے یہ چیزیں چلی جائیں، پس مثل کو وصول کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا قصاص واجب نہ ہو گا۔

اسی طرح، اگر کوئی شخص کسی آدمی کے ہاتھ یا پاؤں پر ضرب لگائے جس کے بعد وہ شل ہو جائے تو اس پر قصاص واجب نہ ہو گا کیونکہ شل کر دینے والی ضرب لگانا اس کے امکان میں نہیں ہے، لہٰذا مثل کو وصول کرنا مقدور میں نہیں ہے، اس لیے قصاص واجب نہ ہو گا، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سر اور چہرے وغیرہ پر زخموں کے احکام:

جہاں تک سر اور چہرے کے زخموں (شجاج) کا تعلق ہے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ موضحہ میں قصاص ہے، جس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشاد کا عموم ہے کہ والجروح قصاص، یعنی "اور زخموں میں قصاص ہے"۔ ماسوا اس خصوص کے جو کسی دلیل سے ثابت ہو۔ علاوہ ازیں، اس میں مماثلت کے طور پر قصاص کو وصول کرنا ممکن ہے، کیونکہ اس کی ایک حد ہے جہاں پر چھری انتہا پذیر ہوئی اور وہ حد ہے ہڈی۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ موضحہ سے زیادہ گہرے جو زخم ہیں ان میں قصاص نہیں ہے کیونکہ ان میں مماثلت کے طریقے سے قصاص وصول کرنا محال ہے، اس لیے کہ ہاشمہ زخم ہڈی کو توڑ دیتا ہے اور منقلہ زخم ہڈی کو توڑ کر اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا ہے، اور ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں ہے، بدلیل مذکورہ۔ اور آمہ زخم میں اس امر کی ضمانت نہیں کہ چھری وہاں تک نہیں پہنچے گی، پس ان زخموں میں مماثلت کے طریقے سے قصاص وصول کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا قصاص واجب نہ ہو گا، بخلاف موضحہ کے۔ زخم کی لمبائی چوڑائی کو بھی، جس حد تک ممکن ہو، قصاص میں ملحوظ رکھا جاتا ہے، کیونکہ زخم کے چھوٹا یا بڑا ہونے سے بد صورتی (عیب) میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ ([17])

قتل سے ادنیٰ کن جرائم میں دیت کاملہ واجب ہوتی ہے:

جہاں تک اس جرم کا تعلق ہے کہ جس میں پوری دیت واجب ہوتی ہے اس پر گفتگو کے دو موضوعات ہیں ایک تو وجوب کے سبب کو بیان کرنا اور دوسرا اس کی شرائط کو بیان کرنا۔

---

[17] کاسانی، ابو بکر بن محمد، (۱۹۹۷) بدائع الصنائع، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور ج ۷ ص 712،

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

دیت کاملہ کے وجوب کا سبب:

جہاں تک اس کے سبب کا تعلق ہے تو وہ ہے اس عضو سے مقصود منفعت کو مکمل طور پر فوت کر دینا اور یہ اصل میں دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ہوتا ہے، ایک تو عضو کو کاٹ کر الگ کر دینے سے اور دوسرے عضو کے حصے مقصود کو ختم کر دینے سے، جبکہ اصلی طور پر وہ عضو برقرار ہو، جہاں تک پہلے طریقے کا تعلق ہے تو وہ اعضاء جو کامل دیت سے متعلق ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ایسا عضو کہ جس کی بدن میں کوئی نظیر نہ ہو۔

۲۔ جو اعضاء بدن میں دو ہوں۔

۳۔ ایسے اعضاء جو بدن میں چار چار ہوں۔

جہاں تک ایسے عضو کا تعلق ہے کہ جس کی بدن میں کوئی نظیر نہیں تو وہ چھ اعضاء ہیں۔ ان میں سے ایک ناک ہے، خواہ اس کو مکمل طور پر کاٹا جائے یا اس کا صرف نرمہ قطع کیا جائے اور نرمہ سے مراد ہے ناک کا نرم حصہ۔

دوسرا عضو زبان ہے خواہ اس کو مکمل طور پر قطع کیا جائے یا اس کا اتنا حصہ قطع کیا جائے کہ جس سے گویائی مکمل طور پر جاتی رہے۔

تیسرا عضو ذکر ہے خواہ اسے مکمل طور پر قطع کیا جائے یا اس کی صرف سپاری کو قطع کیا۔

اور چوتھا عضو صُلب (ریڑھ کی ہڈی) ہے اگر یہ ضرب کی وجہ سے کُبڑی ہو جائے اور مادہ منویہ منقطع ہو جائے تو اس میں کامل دیت ہو گی کیونکہ جنس کی منفعت کا فوت کیا جانا پایا گیا ہے۔

اور پانچواں عضو عورت کے پیشاب کی نالی ہے

اور چھٹا عضو عورت کی پاخانے کی جگہ ہے اگر کوئی آدمی اس کے بول و براز کے مقامات کو ملا دے اور وہ بال و براز کو نہ روک سکے تو اس آدمی پر کامل دیت واجب ہو گی اور اگر وہ ان دونوں کو نہ روک سکے تو اس پر ہر دو کے لیے ایک کامل دیت واجب ہو گی کیونکہ اس نے اس عضو سے مقصود منفعت کو مکمل طور پر فوت کر دیا ہے لہٰذا اس پر مکمل دیت واجب ہو گی۔([18])

اعضائے بدن کی دیت کی شیڈول

فقہاء کے نزدیک اعضائے بدن کی دیت کے بارے میں قاعدہ کلیہ اور اصول یہ ہے کہ مجرم کی جنایت جب انسان کے کسی عضو کی جنس کو کلی طور پر زائل کر دے یا انسان کے اس جمال کو زائل کر دے (پورے طور پر) جو مقصود ہے تو ایسی صورت میں کامل دیت واجب ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں مجرم نے گویا پوری جان ہی تلف کر دی ہے۔

انسان کی جان کی بہ نسبت اس کے اعضاء بدن کی دیت میں زیادہ تفصیلات ہیں۔ اس لئے جدول کے انداز میں اختصار کے ساتھ مرتب کر دیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱۔ آنکھ کی دیت

• دونوں آنکھیں پھوڑ دیں	دیت کاملہ
• دونوں آنکھوں کی بینائی زائل کر دی	دیت کاملہ
• ایک آنکھ پھوڑ دی	دیت کاملہ کا آدھا
• ایک آنکھ کی بینائی زائل کی دی	دیت کاملہ آدھا

[18] ابن قدامہ، عبد اللہ بن قدامہ،(۲۰۱۸) المغنی، دار الکتب العلمیہ بیروت ،ج8 ص309

چاروں پلکیں کاٹ دیں (بالوں سمیت)	دیت کاملہ
دو پلکیں کاٹ دیں (بالوں سمیت)	دیت کاملہ کا نصف
ایک پلک کاٹ دی (بالوں سمیت)	دیت کاملہ کا چوتھائی
تین پلکیں کاٹ دیں (بالوں سمیت)	دیت کاملہ کا تین چوتھائی
چاروں پلکوں کے صرف بال ضائع کئے	دیت کاملہ
دو پلکوں کے صرف بال ضائع کئے	دیت کاملہ کا نصف
تین پلکوں کے صرف بال ضائع کئے	دیت کاملہ کا تین چوتھائی
ایک پلک کے صرف بال ضائع کئے	دیت کاملہ کا چوتھائی
دونوں آنکھیں مع پلکوں کے ضائع کریں	دیت کامل دیتیں
ایک آنکھ پلک کے ساتھ ضائع کردی	ایک کامل دیت

۲۔ناک کی دیت

ناک کو جڑ سے کاٹنے میں	کامل دیت
ناک کے نرم حصہ کو کاٹنے میں	کامل دیت
سونگھنے کی قوت زائل کر دی	کامل دیت
ایک نتھنے کی سونگھنے کی قوت زائل کر دی	دیت کاملہ کا نصف
ناک کا نرم حصہ کاٹا، اس کے صحت یاب ہونے سے قبل بقیہ ناک بھی کاٹ دی	کامل دیت
ناک کاٹنے کے نتیجہ میں سونگھنے کی قوت زائل ہو گئی	دو کامل دیتیں
ناک کا نرم حصہ کاٹا، اس کے صحت یاب ہونے کے بعد بقیہ ناک بھی کاٹ دی	دیت کاملہ اور حکومت عدل
واجب الدیت حصہ ناک کا آدھا حصہ کاٹا	دیت کاملہ کا نصف
واجب الدیت حصہ ناک کا ایک تہائی حصہ کاٹا	دیت کاملہ کا تہائی
ناک پر ایسی چوٹ ماری کہ سانس لینا ممکن نہ رہا	حکومت عدل (قاضی کی صوابدید)

۳۔کان کی دیت

دونوں کان کاٹ ڈالے	دیت کاملہ
دونوں کانوں کے سننے کی قوت زائل کر دی	دیت کاملہ
دونوں کان کاٹ دیئے اور قوت سامعہ بھی زائل ہو گئی	دو کامل دیتیں
ایک کان کاٹ دیا	دیت کاملہ کا آدھا
ایک کان کی قوت سامعہ زائل کر دی	دیت کاملہ

• آدھا کان کاٹ دیا	ایک کان کی دیت کا آدھا
• آدھے سے کم کان کاٹا	دیت بقدر جنایت

۴۔زبان کی دیت

• پوری زبان کاٹ دی	دیت کاملہ
• قوت گویائی کو زائل کر دیا	دیت کاملہ
• صرف چکھنے کی قوت زائل کی	دیت کاملہ
• چکھنے اور بولنے کی (دونوں) قوتوں کو زائل کر دیا	دو کامل دیتیں
• قوت گویائی جزوی طور پر زائل کر دی	دیت بقدر جنایت
• قوت ذائقہ جزوی طور پر زائل کر دی	دیت بقدر جنایت
• گونگے کی زبان کاٹ دی جس میں قوت ذائقہ تھی	حکومت عدل

۵۔ہونٹوں کی دیت

• دونوں ہونٹ کاٹ دیئے	دیت کاملہ
• ایک ہونٹ کاٹا	کامل دیت کا ادھا
• ہونٹ کا کچھ حصہ کاٹا	دیت بقدر جنایت

۶۔دانتوں کی دیت

• ایک دانت اکھاڑ دیا	دیت کاملہ کا ۲۰/۱
• سامنے کے دانت کو ضرب سے سیاہ کر دیا	ایک دانت کی دیت
• ضرب وغیرہ سے دانت کے چبانے کی قوت ختم کر دی	ایک دانت کی دیت
• ضرب سے دانت ہلنے لگا، مگر رنگ متغیر نہیں ہوا	حکومت عدل

۷۔جبڑے کی دیت:

• دونوں جبڑے توڑ دیئے	دیت کاملہ
• ایک جبڑا توڑا	دیت کاملہ کا آدھا

۸۔داڑھی مونچھ اور سر کے بالوں کی دیت

• پوری داڑھی یا آدھی اس طرح اکھاڑ دی کہ دوبارہ نہ اگ سکے	دیت کاملہ
• آدھی سے کم داڑھی اکھاڑ دی، جو دوبارہ نہ اگ سکے	حکومت عدل (حاکم کی صوابدید)
• پورے سر کے، یا آدھے سر کے بال اس طرح اکھاڑ دیئے کہ	
• دوبارہ نہ اگ سکیں	دیت کاملہ
• سر کے آدھے سے کم بال اکھاڑ دیئے	حکومت عدل
• اگر بال دوبارہ اگ آئیں	تعزیری سزا

• مونچھیں زائل کیں، اور دوبارہ نہ نکلیں	حکومت عدل
• دونوں ابرو کے بال کھاڑ دیئے جو دوبارہ نہ نکل سکے۔	دیت کاملہ کا آدھا

۹۔ہاتھ، پاؤں، ناخن کی دیت

• دونوں ہاتھ کاٹ دیئے	دیت کاملہ
• دونوں ہاتھ ناکارہ کر دیئے	دیت کاملہ
• ایک ہاتھ کاٹ دیا	دیت کاملہ کا آدھا
• ایک ہاتھ شل کر دیا	دیت کاملہ کا آدھا
• ہاتھ کے ساتھ بازو بھی کاٹ دیا	دیت کاملہ کا آدھا اور حکومت عدل
• ہاتھ یا پاؤں کی کسی بھی انگلی کو کاٹ دیا، یا ناکارہ کر دیا	دیت کا ۱/۲۰
• تین جوڑ والی انگلی کے ایک جوڑ کو کاٹا یا ناکارہ کر دیا	ایک انگلی کی دیت کا ۱/۳
• دو جوڑ والی انگلی کے ایک جوڑ کو کاٹا یا ناکارہ کر دیا	ایک انگلی کی دیت کا آدھا
• (پانچ) سے زائد انگلی کو کاٹ دیا	حکومت عدل
• ناخن اکھاڑ دیا، دوبارہ نہ نکل سکے	حکومت عدل
• دونوں پاؤں کاٹ دیئے یا ناکارہ کر دیئے	دیت کاملہ
• ایک پاؤں کاٹ دیا یا ناکارہ کر دیا	دیت کاملہ کا آدھا
• ایک پاؤں اور پنڈلی کاٹ دی	دیت کاملہ کا آدھا، اور حکومت عدل

۱۰۔عقل زائل کرنے کی دیت

• عقل مکمل طور پر زائل کر دی	کامل دیت
• عقل جزوی طور پر زائل کی	دیت بقصد جنایت

۱۱۔ریڑھ کی ہڈی کی دیت

• ریڑھ کی ہڈی پر اس طرح ضرب لگائی کہ مادہ منویہ منقطع ہو گیا، یا	
• مضروب کبڑا ہو گیا	کامل دیت

۱۲۔شرمگاہ کی دیت

• پیشاب یا پاخانے کے مقام کو اس طرح نقصان پہنچایا کہ پیشاب اور پاخانہ رکتا نہیں	کامل دیت
• عورت کی شرمگاہ اس طرح کاٹی کی جماع ناممکن ہو گیا	کامل دیت
عورت کی شرمگاہ اس طرح کاٹی کہ پیشاب روکنے کی قوت ختم ہو گئ	کامل دیت
• مرد کا عضو تناسل کاٹ دیا	کامل دیت
• مرد کی شہوت جماع ختم کر دی	کامل دیت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 (2023)

• مرد کے عضو تناسل کا اگلا حصہ (حشفہ) کاٹ دیا۔	کامل دیت
• مرد کے خصیئے کاٹے۔ یا ناکارہ کر دیئے	کامل دیت
• دونوں سرین کاٹ دیئے	کامل دیت
• ایک سرین کاٹ دیا	دیت کاملہ کا نصف

۱۳۔ عورت کے پستان کی دیت

• عورت کے دونوں پستان کاٹ دیئے	کامل دیت
• عورت کے دونوں پستان ناکارہ کر دیئے	کامل دیت
• دونوں بھٹیناں کاٹ دیں	کامل دیت
• ایک پستان کاٹ دی	دیت کاملہ کا آدھا
• ایک بھٹنی کاٹ دی، یا ناکارہ کر دی	دیت کاملہ کا آدھا[19]

کتابیات

1. الزبیدی، محمد بن محمد عبد الرزاق، (۱۴۳۱) ، تاج العروس، دارا الکتب العلمیہ بیروت
2. ابن عابدین، امین بن عابدین، (۲۰۱۲) رد مختار الموسوم غایۃ الاوطار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
3. ابن قدامہ، عبد اللہ بن قدامہ، (۲۰۱۸) المغنی، دارا الکتب العلمیہ بیروت
4. ابن رشد، (۲۰۱۲) بدایۃ المجتہد، دار التذکیر لاہور
5. ابن عباد، اسماعیل بن عباد، (۲۰۱۲) المحیط فی اللغۃ، دارا الفکر التراث بیروت
6. افریقی، محمد بن مکرم، (۱۴۱۲) لسان العرب، دار الکتب العلمیہ بیروت
7. الزرقا مصطفی، (۲۰۱۲) الموسوعہ الفقیہ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
8. فیروزآبادی، محمد بن ابراہیم، (۲۰۱۲) القاموس المحیط، دار العلم
9. کاسانی، ابو بکر بن محمد، (۱۹۹۷) بدائع الصنائع، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور
10. مالک بن انس، (۲۰۱۸) الموطا، شبیر برادرز لاہور

[19] الطاف حسین، چوہدری، (۱۹۹۱) قصاص و دیت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۔ ص268-272